مشرق وسطیٰ میں دہشت گردی کی حمایت؟!

از: محمد حسن مظفری

تاریخ بشریت میں شائد ہی ایسی کوئی قوم ہو جس نے ملت اسلامیہ فلسطین کی طرح ظلم و بربریت کی چھاؤں میں مظلومانہ زندگی بسر کی ہو۔ فلسطینی عوام کی المناک داستان مظلومیت کی ابتداء تو پانچ دھائی قبل اس وقت ہوئی تھی جب برطانیہ اور امریکہ کی ملی بھگت کے نتیجے میں سرزمین فلسطین میں غاصب و نسل پرست صہیونی حکومت اور جغرافیائی اعتبار سے ناپید ملک اسرائیل کی بنیاد رکھی گئی تھی جس نے گذشتہ ایک سال اور حالیہ کچھ ہفتوں کے دوران بے گناہ اور خالی ہاتھ فلسطینی عوام پر اپنے وحشیانہ مظالم کی انتہا کر رکھی ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا کی مختلف قومیں سامراجیت کے چنگل سے نجات و آزادی حاصل کرنے میں لگی ہوئی تھیں۔ فقط ہندوستانی عوام ہی نہیں بلکہ مشرق وسطیٰ اور بعض افریقی ممالک کے لوگوں کی آزادی کی لڑائی فیصلہ کن مراحل تک پہونچ رہی تھی اور ایک کے بعد دوسرے ملک کے عوام اپنے ملک کی سرحدوں سے بیرونی طاقتوں کو باہر نکال کر اپنے ہاتھوں اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے میں لگے ہوئے تھے اور یوروپی سامراج کی زنجیروں سے چھٹکارا پانے والے لوگ اپنے ملک کی آزادی کا جشن منا رہے تھے لیکن برطانوی سامراج نے اپنے نو آبادیاتی ممالک سے باہر نکلتے وقت جنوبی افریقہ اور موجودہ نامیبیا (Namibia) پر گوری چمڑی والے یوروپی اور مشرق وسطیٰ میں واقع فلسطین پر یوروپی اور امریکی صہیونی یہودی نسل پرستوں اور شدت پسندوں کو مسلط کر دیا۔ نامیبیا کے لوگوں کو بین الاقوامی حمایت کے سایہ میں ۱۹۹۰ء میں ظلم و ناانصافی سے نجات مل گئی۔ اسی طرح جنوبی افریقہ کے مظلوموں کو ان کی مثالی جد و جہد اور عالمی حمایت کے سہارے ۱۹۹۴ء میں گوری چمڑی والوں کے ظالمانہ چنگل سے نجات مل گئی لیکن فلسطینی عوام آج بھی اسرائیلی مظالم کا شکار ہیں اور ان مظلوموں پر بمباری، گولہ باری

اور آتش باری کا وحشیانہ سلسلہ روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے اور ان ظالموں کو یوروپ اور امریکہ کی بھر پور حمایت و تائید بھی حاصل ہے اور فلسطینی عوام ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ واقعہ کا حیرت انگیز اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ عالمی وسائل ابلاغ عامہ پر مسلط بڑی طاقتیں حملہ آور صہیونیوں کے ظالمانہ حملوں کا مقابلہ کرنے والے فلسطینی مجاہدوں پر دہشت گردی کی مہر چسپاں کرنے پر تلی ہوئی ہیں تاکہ ان کی مظلومیت کی درد بھری آواز بھی دنیا والوں تک نہ پہونچ سکے۔ واضح رہے کہ عالمی وسائل ابلاغ عامہ سے وابستہ ان مغربی عناصر کی ماہرانہ دروغ گوئی کا یہ عالم ہے کہ ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم بنا کر دنیا والوں کے سامنے پیش کررہے ہیں اور ان کی کرشمہ سازی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی دن کو رات اور رات کو دن کہنے سے انکار کردیتا ہے تو اسے بھی دہشت گرد کہنے میں یہ ذرہ برابر ہچکچاہٹ سے کام نہیں لیتے۔ اب اگر اسے اندھیر نگری، چوپٹ راج نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے!

دنیا کے تمام لوگ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ دوسری جنگ عظیم سے قبل دنیا میں اسرائیل نام کا کوئی ملک موجود نہیں تھا۔ سامراجی ممالک نے یورپ اور امریکہ کے نسل پرست صہیونیوں کی مدد سے فلسطینی سرزمین پر قبضہ کرلیا اور اس ملک کے حقیقی باشندوں کو اس ملک کی سرحدوں سے باہر نکال دیا۔ ان کی زمین جائداد اور گھروں پر قبضہ کرلیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یورپ، امریکہ، روس اور دنیا کے دیگر ممالک سے لائے گئے یہودیوں کو ان اسلامی علاقوں میں آباد کردیا۔ اور ان میں سے اکثر یہودیوں کے لئے سرزمین فلسطین کے مختلف علاقوں میں نئے نئے شہر بسادئے۔ پس یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسرائیل ایک خود ساختہ، بناوٹی اور غیر فطری ملک ہے جس کی تشکیل بڑی طاقتوں کی غیر مشروط حمایت و سرپرستی اور عالمی صہیونیت کی ظالمانہ کوششوں کے نتیجے میں عمل میں آئی اور اس ملک کی تشکیل کی خاطر لاکھوں فلسطینی عوام آوارہ وطن ہوگئے اور گذشتہ پانچ دہائیوں کے دوران ہزارہا ہزار افراد نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کرڈالے گئے جبکہ بین الاقوامی قوانین اور علاقائی و عالمی رائے عامہ ان ظالموں کی ہمیشہ مخالف رہی ہے۔ فلسطینی عوام گذشتہ پچاس برسوں سے بھی زیادہ عرصہ سے اپنے جائز حقوق کی بحالی اور اپنے وطن کی بازیابی کے لئے غاصب صہیونیوں کے خلاف نبرد آزمائی اور مجاہدانہ سرگرمیوں میں لگے ہوئے ہیں تاکہ وہ اپنے وطن میں اپنی پسند کی حکومت کی تشکیل کرسکیں جبکہ اقوام

متحدہ کے منشور میں دنیا کی تمام قوموں کو اپنی قسمت کے فیصلے کا بھرپور حق حاصل ہے۔اس تنظیم سے وابستہ دنیا کے تمام ملک اقوام عالم کے اس بنیادی حق کو تسلیم اور اس کی پیروی کو لازم سمجھتے ہیں۔

واضح رہے کہ اقوام متحدہ کی تشکیل کے اغراض و مقاصد میں ایک اہم مقصد یہ ہے کہ یہ تنظیم کے بنیادی اور آئینی اغراض و مقاصد کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اقوام عالم کے درمیان دوستانہ تعلقات کو فروغ دینے کی کوشش کرے اور عالمی صلح کو مستحکم بنانے کے لئے لازمی قدم اٹھائے(منشور اقوام متحدہ دفعہ ۱ بند ۲)۔ اس بین الاقوامی بنیادی قانون کے علاوہ گذشتہ چند دہائیوں کے دوران اسرائیلی مظالم کی مذمت اور فلسطینی مظلومین کی حمایت میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بہت سی قرار دادیں بھی پاس کی گئیں۔ موضوع کی مکمل وضاحت کی خاطر ذیل میں اقوام متحدہ کی قرار داد نمبر A/Res/2649 مورخہ ۳۰ رنومبر ۱۹۷۰ء ملاحظہ ہو جس میں حق خود انفصالی پر مشتمل اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ اول پر تاکید کرتے ہوئے خارجی تسلط (alien domination) اور نوآبادیاتی نظام کے تحت زندگی بسر کرنے والی قوموں کو یہ حق فراہم کیا گیا ہے کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ اپنے آپ کرنے کے لئے آزاد اور خود مختار ہیں۔اس سلسلے میں ۱۲ راکتوبر ۱۹۷۰ء کو پاس ہونے والی قرار داد نمبر B_2588(xxv) کو بھی بطور سند پیش کیا جاسکتا ہے۔ جس میں سامراجیت کے زیر اثر زندگی بسر کرنے والے ممالک اور افراد کی آزادی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے لازمی اقدام کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔یہ قرار داد بیرونی طاقت اور سامراجی نظام کے سایہ میں زندگی بسر کرنے والے لوگوں کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے اور اپنی ملت کی تعمیر کرنے کے لئے جملہ وسائل و امکانات کے استعمال کے جائز اور قانونی حق کو تسلیم کرتی ہے۔

۲۔بیرونی طاقت اور سامراجی نظام کے سایہ میں زندگی بسر کرنے والے لوگوں کی ہر اس کوشش کو جائز اور قانونی تسلیم کیا گیا ہے جو ان کے حقِ خود انفصالی (Self determination) کی بحالی کے سلسلے میں مدد و معاون ثابت ہو۔اس سلسلے میں ان قوموں کو یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ ملک و ملت کی تعمیر کے لئے بیرونی امداد و عطیات بھی حاصل کرسکیں جن کے بارے میں مختلف مواقع پر

اقوام متحدہ کے اجلاس میں مکمل وضاحت کی جا چکی ہے۔ ہر طرح کی مادی اور معنوی امداد حاصل کرتے وقت اس بات کا دھیان رکھنا لازمی ہے کہ اس سے اقوام متحدہ کی دوسری کسی قرارداد یا خود اس کے منشور کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔

۳۔ یہ قرارداد ایسی ان تمام حکومتوں کو اقوام متحدہ کے منشور کی پیروی کی دعوت دیتی ہے۔ جو دنیا کی سامراجی اور بیرونی طاقت کے سایہ میں زندگی بسر کرنے والے عوام اور ملکوں کی امداد کرنے سے کتراتے ہیں۔ اس قرارداد کے ذریعے ایسے ملکوں اور حاکموں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ مظلوم اقوام کے اس بنیادی اور انسانی حق کا اقوام متحدہ کے آئین اور بنیادی قوانین کے مطابق باقاعدہ احترام کریں۔

۴۔ یہ قرارداد ان تمام ملکوں کی بھرپور تردید کرتی ہے جو سامراجیت کی غلامی پر مجبور ہونے والی قوموں کے حق خودانفصالی کا احترام کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ قرارداد خصوصیت کے ساتھ ان ملکوں کی اعلانیہ مذمت کرتی ہے جو جنوبی افریقہ اور فلسطینی مظلومین کے جائز حقوق کا احترام کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

پس ان اسناد و مدارک اور لازمی شواھد کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ اقوام متحدہ کی رکنیت والے دنیا کے تمام ممالک اقوام عالم کے اس قانونی حق کا احترام کرتے ہیں کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہیں اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بھی جنوبی افریقہ اور فلسطین کے عوام کی آزادی اور نجات طلب سرگرمیوں کی بھرپور حمایت کی ہے تاکہ وہ حق خودانفصالی سے مالا مال ہو کر اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کرنے پر قادر ہو جائیں۔

اسی طرح Geneva Convention Protocol-1949 کی دفعہ ۴ کے بموجب ۱۹۷۷ء کی مسلحانہ سرگرمیوں کے دوران قربان ہونے والے لوگوں کی حمایت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ شرائط کا اطلاق گذشتہ پیراگراف (دفعہ ۳) میں شامل ان تمام مسلحانہ جدوجہد پر ہوتا ہے جو سامراجی اور بیرونی طاقتوں کے چنگل میں گرفتار عوام اپنے حق خودانفصالی کی بحالی کے لئے ظالم اور نسل پرست حکومتوں کے خلاف کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ فلسطینی

عوام کی مسلحانہ سرگرمیاں اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اقوام متحدہ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ دنیا کی مختلف قوموں کے درمیان دوستانہ روابط کی ایجاد کے ضمن میں اس بات کا خاص خیال رکھے کہ کسی بھی قوم کو اس کے بنیادی حق یعنی اپنی قسمت کے فیصلے کے حق سے محروم نہ کیا جائے۔ ان میں بین الاقوامی اسناد و مدارک اور معاہدہ و قوانین کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہر حق پسند انسان کے ذہن میں درج ذیل سوالات کا پیدا ہونا لازمی معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ کیا اپنے حق خود انفصالی کی بحالی کی خاطر، جس کو دنیا کے تمام ملکوں اور بین الاقوامی اصول و قوانین کی حمایت حاصل ہے، فلسطینی عوام کی حق پسندانہ جدوجہد اور مسلحانہ سرگرمیوں کو دہشت گردی کا نام دیا جا سکتا ہے؟

۲۔ کیا قرارداد۔ ۲۶۴۹ کی دفعہ۔ ۲ نے دنیا کی مظلوم قوموں کا یہ حق نہیں تسلیم کیا ہے کہ مقبوضہ طاقتوں کے خلاف وہ اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے کے لئے ہر طرح کی مادی اور معنوی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کر سکتی ہیں؟

۳۔ کیا دنیا کے وہ ممالک دہشت گرد ہیں جو اقوام متحدہ کے منشور اور عالمی معاہدوں کی پیروی کرتے ہوئے فلسطین کی مادی و معنوی حمایت کر رہے ہیں تاکہ اسے اپنی قسمت کے فیصلے کا حق دوبارہ حاصل ہو جائے یا وہ ممالک دہشت گردی کی حمایت میں ہمہ تن سرگرم ہیں جو غاصب اور نسل پرست اسرائیلی حکومت کو اربوں ڈالر سالانہ کی مادی اور طرح طرح کی معنوی امداد فراہم کرتے چلے آرہے ہیں اور دن بہ دن صہیونی جلادوں کو طرح طرح کے مہلک اسلحوں سے آراستہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں؟ غور طلب امر یہ ہے کہ دونوں میں سے کون دہشت گردی کی حمایت کر رہا ہے؟

۴۔ اپنے حق خود انفصالی کی بحالی کی خاطر ملت فلسطین کو کن وسائل و امکانات سے کام لینا چاہئے؟

۵۔ کیا فلسطینی عوام کا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور انسانی حقوق کی حفاظت کی دعویداران عالمی تنظیموں سے امید لگا کر بیٹھے رہنا کافی ہے جو صرف زبانی جمع خرچ یعنی اسرائیلی جلادوں کی مذمت اور ملامت کر سکتی ہیں جبکہ دنیا کی اکلوتی بڑی طاقت اور اس سے وابستہ ملکوں کی نظر میں اس قسم کی مذمت

کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟

۶۔ کیا عالمی سلامتی کاؤنسل پر بھروسہ کئے رہنا کافی ہے جو گذشتہ پچاس سال سے فلسطینی عوام پر انسانیت سوز صہیونی مظالم کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور اس تنظیم کے بعض دائمی ممبران غاصب اسرائیل حکومت کے گہرے دوست اور ویٹو پاور کے حامل بھی ہیں؟

۷۔ کیا خوفناک F-16 نامی امریکی جنگی جہازوں اور جدید ترین ٹینکوں کے حملوں کے دوران تباہ شدہ مکانات کے ملبوں کے نیچے دبے ہوئے فلسطینی مظلوموں کے نالہ و فریاد اور ان حملوں کا مقابلہ کرنے لئے سنگ بکف کمسن بچوں کی مجاہدانہ سرگرمی پر بھروسہ کئے ہوئے بیٹھے رہنا مناسب ہے؟

۸۔ کیا فلسطین کی جوان نسل کی ناامیدی و مایوسی کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ گذشتہ پچاس سال سے اپنے جائز حقوق کی بحالی و بازیابی کے لئے ایک نابرابر جنگ میں لگے ہوئے ہیں۔

واضح رہے کہ ایک امریکہ کے علاوہ دنیا کے تمام ملکوں کو اس حقیقت کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے کہ فلسطینی عوام مظلوم اور صہیونی حکمراں جلاد و ظالم ہیں۔ چنانچہ اسی سال جنوبی افریقہ میں نسل پرستی کے خلاف منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس کی قرارداد کے مسودہ میں یہ بات پوری طرح تسلیم کرلی گئی کہ اسرائیلی حکومت ایک نسل پرست حکومت ہے۔ جی ہاں! اس عالمی کانفرنس میں دنیا کے صرف دو ملک یعنی اسرائیل اور امریکہ ہی اس تجویز کے مخالف تھے باقی تمام ممالک اس بات پر پوری طرح متفق تھے۔ فقط ان دو ملکوں کے نمائندوں نے کانفرنس ہال سے واک آوٹ اختیار کیا تھا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس تجویز کی مخالفت میں امریکہ نے اسرائیل سے پہلے کانفرنس ہال ترک کردیا تھا۔ کیا امریکہ سلامتی کاؤنسل کے پانچ میں سے ایک اہم دائمی ممبر اور حق استرداد و امتناع (Veto Power) جیسے خصوصی اختیار سے مالامال طاقتور ملک کی حیثیت سے، جس کو یہ بھی برداشت نہیں ہے کہ جلاد صفت اسرائیلی حکومت کو نسل پرست کہا جائے، فلسطینی نوجوان نسل کو یہ اطمینان دلا سکتا ہے کہ انہیں مہلک اور خودکش سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ سلامتی کاونسل کی رکنیت والے ملکوں نے یہ ٹھوس ارادہ کرلیا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے منشور میں درج شدہ اصول مثلاً تمام ممبر ملکوں کے درمیان برابری، اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور انسانی مسائل و مشکلات کو حل کرنے میں تمام ممالک

کے درمیان حقیقی تعاون، انسانی حقوق کے احترام کی ترویج وحوصلہ افزائی اور نسلی، جنسی، لسانی، مذہبی اور عدالتی امور میں اقوام عالم کے درمیان کسی قسم کے تعصب وامتیاز کے بغیر تمام کام انجام دیں گے اور دنیا کے لوگوں کو یکساں سیاسی آزادی حاصل ہوگی (اقوام متحدہ منشور دفعہ اول دوم کے کچھ حصے) اور عالمی سطح پر صلح وسلامتی کے قیام میں ذاتی پسندیدگی اور ظالمانہ راہ وروش سے کام نہ لیں گے!

درحقیقت سردست اقوام عالم اپنے حق خود انفصالی کی بحالی وبازیابی کے لئے جو آزادی طلب مسلحانہ سرگرمیاں انجام دے رہی ہیں انہیں اقوام متحدہ کے منشور کے بموجب دہشت گردی کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے لیکن جب دنیا کے مختلف علاقوں میں جاری آزادی طلب مسلحانہ سرگرمی کی بات آتی ہے تو دنیا کے تمام ممالک ایک دوسرے پر دہشت گردی کی حمایت کا الزام لگانا شروع کردیتے ہیں۔ سردست جو چیز سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام ممالک اور بین الاقوامی ادارے فلسطینی عوام کی حق پسندانہ جدوجہد کو آزادی طلب سرگرمی کی حیثیت سے تسلیم کرلیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا دوسرا موضوع ہو جس کے بارے میں تمام ملکوں کا متفقہ علیہ ایک ہی خیال ہو جیسا کہ فلسطین کے سلسلے میں ہے کہ فلسطینی عوام اپنے ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کررہے ہیں۔ پس بڑی آسانی سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ مظلوم فلسطینی عوام کی آزادی طلب جدوجہد ان کا جائز اور قانونی حق ہے اور گذشتہ چند دہائیوں کے دوران غاصب صہیونی جلادوں کی مسلحانہ کارروائی درحقیقت دہشت گردانہ عمل ہے اور فلسطینی مظلومین کی سرکوبی کیلئے دنیا کے جو حکمراں متجاوز صہیونی جلادوں کو اربوں ڈالر کی فوجی امداد فراہم کررہے ہیں اور ان کی فوج کو جدید ترین اسلحوں سے مسلح کررہے ہیں اور مشرق وسطی میں فلسطینی مظلوموں پر کی جانے والی بمباری میں کسی طرح بھی ملوث ہیں وہ عالمی برادری کے سامنے بہر حال جوابدہ ہیں اور ان لوگوں کے خلاف کسی صالح بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلانا چاہئے تاکہ ظالم اور مظلوم دونوں کی شناخت ہوسکے، ظالم کو اس کے انسانیت سوز مظالم کی سزا مل سکے، مظلوم کو عالمی حمایت سے مالا مال کیا جاسکے اور اس طرح دنیا کے تمام لوگ صلح وسلامتی اور انسان دوستی کی فضا میں چین کی سانس لے سکیں۔

☆☆☆☆☆☆